ڈاکٹر صاحب کی رحلت اور "اسلامی انقلاب" کا مستقبل

نوے کی دہائی کے اوائل میں ہم نے ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری صاحب کی زیرِ نگرانی مغربی تہذیب پر ایک مطالعاتی حلقہ قائم کیا۔ یہ حلقہ جماعتِ اسلامی کے تحقیقی ادارے، اسلامک ریسرچ اکیڈمی، میں قائم ہوا۔ اس حلقے کے شرکاء کا تعلق مختلف اسلامی جماعتوں اور مختلف مکاتبِ فکر سے تھا۔ ہماری اولین اور مستقل کوشش یہ رہی کہ اس علمی سرگرمی کے نتیجے میں کوئی نئی جماعت یا تنظیم تشکیل نہ دی جائے۔ چنانچہ تمام شرکاء اپنی اپنی جماعتوں میں ہی رہے اور اپنے خیالات انہی جماعتوں کے اکابرین اور کارکنان تک پہنچاتے رہے۔ ہم نے شعوری طور پر کوئی الگ تنظیمی ڈھانچہ بنانے سے گریز کیا۔ جب بھی اپنا کوئی رسالہ نکالنے کی بات آئی، اسے اسی بنیاد پر رد کیا گیا کہ ہمیں الگ ہونے کے بجائے پہلے سے موجود اسلامی رسائل کا رخ کرنا چاہیے۔

چنانچہ ڈاکٹر صاحب کے مضامین روزنامہ جسارت اور اس کے ہفتہ وار ایڈیشن فرائیڈے اسپیشل میں چھپتے رہے۔ ان کے انگریزی مضامین دی نیوز اور ڈان جیسے اخبارات میں شائع ہوتے رہے۔ یہ انگریزی تحریریں زیادہ تر متعلقہ لوگوں کی فرمائش پر لکھی جاتی تھیں۔ ورنہ ڈاکٹر صاحب خود دینی جرائد اور مدارس کے رسالوں میں لکھنے کو ترجیح دیتے تھے۔

پچھلے کئی برسوں سے وہ البرہان میں لکھ رہے تھے۔ پھر ایک وقت آیا جب البرہان نے یا تو ان کے مضامین چھاپنا بند کر دیا، یا انہیں اس قدر قطع و برید کے ساتھ شائع کیا جانے لگا کہ صرف بنیادی نکات کا خلاصہ باقی رہ جاتا۔ محترم امین اشعر صاحب اشاعت سے پہلے وہ مضامین مجھے پڑھنے کے لیے بھیجا کرتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ ڈاکٹر صاحب کے سامنے اپنا الگ جریدہ شروع کرنے کی تجویز رکھیں۔ سچی بات یہ ہے کہ یہ محض ایک داخلی مایوسی کا اظہار تھا۔ مجھے یقین تھا کہ ڈاکٹر صاحب اس بار بھی، ہمیشہ کی طرح، اپنی الگ اشاعت کی تجویز مسترد کر دیں گے۔

لیکن اس بار خلافِ توقع ڈاکٹر صاحب نے تجویز قبول فرمالی۔ البتہ ایک شرط رکھی: جریدے

کی ادارت مجھے سنبھالنی ہو گی۔ اگر میں انکار کرتا تو رسالہ نہ نکلتا۔ چنانچہ مجھے یہ ذمہ داری قبول کرنی پڑی۔ ان کی حیات میں یہ جریدہ انہی کی براہِ راست نگرانی میں شائع ہوتا رہا۔ اس میں اکثر مضامین خود ڈاکٹر صاحب کے یا ان کے قدیم شاگردوں کے ہوتے تھے۔ تمام مضامین یا تو ڈاکٹر صاحب چھپنے سے پہلے خود ملاحظہ فرماتے، یا چھپنے کے بعد ان پر اپنا تبصرہ قلم بند کرتے۔

پانچ شمارے ان کی زندگی میں شائع ہوئے۔ چھٹا شمارہ بھی ان کی حیات ہی میں مکمل تیار ہو چکا تھا اور اس کے تمام مضامین ان کے علم میں تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس جریدے کے لیے جو مواد تحریر کیا، وہ اتنا کثیر ہے کہ ایک ساتھ شائع نہیں ہو سکتا تھا۔ اس میں سے کئی اہم مضامین اب اس ساتویں شمارے میں شامل ہیں۔ آئندہ دو سے تین شماروں کے لیے بھی ان کا تحریری مواد موجود ہے۔

یہ اس رسالے کا پورا پسِ منظر ہے جو ڈاکٹر صاحب نے میرے سپرد کیا۔ اب میری خواہش ہے کہ ان کی یاد میں اور ان کے علمی ورثے کو زندہ رکھنے کے لیے یہ جریدہ ان شاء اللہ مستقلاً جاری رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اور میرا عہد ہے کہ اپنی آخری سانس تک اس کام کو جاری رکھوں گا۔

یہ اسلامی انقلاب کا ساتواں شمارہ ہے۔ ان سات شماروں میں انہی بنیادی اہداف پر کام ہوا ہے جو پہلے شمارے کے اداریے میں پیش نظر رکھے گئے تھے۔

مثال کے طور پر اسلامی ریاست کا اثبات، اس کے حق میں دلائل، اس کی ماہیت اور یہ کہ اسلامی ریاست کیوں ناگزیر ہے۔ ریاست کا نظامِ سرمایہ داری سے کیا تعلق ہے اور دورِ حاضر میں اس کی ضرورت کیوں ہے۔ یہ موضوعات عمومی سطح پر بھی پیش کیے گئے ہیں اور متعین افکار کے تناظر میں بھی ان پر بحث کی گئی ہے۔

اسلامی ریاست کے تمام مخالفین کے اعتراضات کا تحقیقی رد بھی لکھا گیا ہے، خواہ وہ مخالفین مسلم ہوں یا غیر مسلم، انقلابی ہوں یا غیر انقلابی، دین کے مخلص ہوں یا غیر مخلص۔ اسلامی

انقلاب کی ضرورت و نوعیت، اس کا حقیقی مفہوم، اور اسلامی انقلاب کا اسلامی اصلاح سے تعلق: ان سب پر مسلسل مضامین لکھے گئے ہیں۔

علاوہ ازیں جدیدیت پر عمومی بحث، مفکرینِ جدیدیت کا تنقیدی جائزہ، سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت، اسلامی انقلابی نظامِ معیشت، ریاست کے اندر متوازی ریاست کی تشکیل کا طریقہ کار، معاشرتی صف بندی کی تدابیر، پاکستان میں اسلامی انقلاب کے امکانات و ذرائع، اور معاصر حالات پر اسلامی انقلابی نقطۂ نظر سے تبصرے بھی شائع ہوتے رہے ہیں۔ خاص طور پر ملکی صورتِ حال اور سیاسی جماعتوں کی حکمتِ عملی کا جائزہ اسی زاویے سے لیا گیا ہے۔

یہ وہ موضوعات ہیں جن پر اس جریدے میں اب تک مضامین شائع ہوتے رہے ہیں اور ان شاء اللہ آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

اس جریدے کی اشاعت کے دو بنیادی مقاصد ہیں:

۱۔ فکرِ اسلامی کی ترویج اور علمائے کرام کا تعاون

پہلا مقصد یہ ہے کہ ہماری بنیادی فکر، یعنی سرمایہ داری کی تنقید اور ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری صاحب کے اسلامی انقلاب کے تصورات، مختلف اسلامی حلقوں تک، خصوصاً علمائے کرام اور مدارسِ دینیہ کے طلبہ تک، پہنچائی جائے۔ یہ مقصد ایک حد تک حاصل ہوا ہے۔ لیکن اس کی اب بھی شدید ضرورت ہے کہ امت کے مصلحین اور مقتدر علمائے کرام اس جریدے میں باقاعدہ لکھیں۔ اس پہلو پر ابھی مزید محنت کی ضرورت ہے۔

۲۔ افرادِ کار کی تیاری اور فکری پختگی

دوسرا مقصد موزوں افرادِ کار کی فکری تربیت اور ہمارے حلقے سے وابستہ رفقاء کی علمی گہرائی اور وسعتِ نظر میں اضافہ کرنا ہے۔ ایک نمایاں کامیابی یہ رہی کہ ہمارے حلقۂ مطالعہ کے پانچ سے چھ دیرینہ ارکان جنہوں نے ڈاکٹر صاحب کی رفاقت میں بھی کام کیا تھا، نے اس جریدے میں مختلف علمی موضوعات پر مستقل لکھا ہے۔

اہم بات یہ ہے کہ انہوں نے اپنے اپنے فکری اسلوب اور علمی منہاج کے مطابق لکھا ہے۔

ان تحریروں میں سے کسی کو بھی ڈاکٹر صاحب کے افکار کی نقالی نہیں کہا جا سکتا۔ ان رفقاء نے ڈاکٹر صاحب کے فکری منہاج کو گہرائی سے سمجھ کر اپنی علمی خود مختاری کے ساتھ نئے زاویے پیش کیے ہیں۔

اس میں دو شخصیات کا حصہ بطورِ خاص قابلِ ذکر ہے۔

پروفیسر یونس قادری نے سرمایہ داری کی تنقید پر اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں اہم مضامین لکھے ہیں، اور اسلامی نظامِ تمویل کے موضوع پر کئی تحقیقی نگارشات پیش کی ہیں۔ انہوں نے عصرِ حاضر کے سیاسی، سماجی اور بین الاقوامی حالات کا جو تجزیہ شروع کیا ہے، وہ ڈاکٹر صاحب کے بعد ہمارے فکری حلقے میں شاید اپنی نوعیت کا واحد کام ہے۔ اس کے نتیجے میں انہوں نے تجزیے کا ایک مخصوص اور مستحکم فکری زاویہ وضع کیا ہے۔ اس شمارے کے اردو حصے میں شامل ان کا وقیع مضمون جو ایڈورڈ فشمن کے نظریات کے تنقیدی تجزیے پر مبنی ہے، اسی فکری ارتقاء کی عکاسی کرتا ہے۔

ڈاکٹر ذیشان ارشد صاحب نے سنجیدہ علمی موضوعات پر انگریزی میں اہم مضامین لکھے ہیں۔ ان کی خاص انفرادیت یہ ہے کہ وہ سرمایہ داری اور ہمارے دائرۂ کار سے متعلق موضوعات پر مغرب میں شائع ہونے والی نئی کتب کا تعارف پیش کرتے ہیں اور ساتھ ہی ان کا تنقیدی اور اسلامی جائزہ بھی فراہم کرتے ہیں۔ اس سے ہمارے قارئین کو مغرب میں ابھرنے والے جدید افکار کے بارے میں خصوصاً جدید ٹیکنالوجی، مالیات، سرمایہ داری اور حالاتِ حاضرہ کے حوالے سے رہنمائی ملتی ہے۔

انہوں نے اردو میں ایک اور خدمت کا آغاز کیا ہے۔ وہ ڈاکٹر صاحب کی تصانیف اور صوتی خطابات کو سادہ اور رواں زبان میں منتقل کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحب کی کتاب دروسِ سرمایہ داری پر مبنی خطابات کو تحریری شکل دے کر اردو میں شائع کرنے کا کام جاری ہے جو ان شاء اللہ مستقبل میں انگریزی میں بھی پیش کیا جائے گا۔

یہ دونوں شخصیات اپنے اپنے منفرد اسلوب میں ڈاکٹر صاحب کی فکر کو آگے بڑھا رہی ہیں۔ ہم

نے جان بوجھ کر ان کے اس انفرادی رنگ کو دبانے کی کوشش نہیں کی کیونکہ ہمارا مقصد اس مکتبِ فکر کے دائرے میں مختلف فکری مناہج کو پنپنے کا موقع دینا ہے۔

ہمارے دیرینہ رفیق، غلام جیلانی خان نے تصوف اور رشد و ہدایت کے موضوعات پر لکھنا جاری رکھا ہے۔ اسلامی ہندوستان کی تاریخ، اسلامی قوم پرستی اور ہندوتوا قوم پرستی پر ان کی تحریریں بھی ان شاء اللہ آئندہ شماروں میں شائع ہوں گی۔ امین اشعر صاحب نے اسلامی انقلاب کی اشاعت و طباعت کا انتظامی کام سنبھال رکھا ہے۔ جماعتِ اسلامی، اسلامی تحریکوں اور ریاست درونِ ریاست کے موضوعات پر ان کے مضامین بھی پچھلے شماروں کی زینت بنے ہیں۔

اس وقت تک ہو چکے کام کو مستحکم کرنے کے ساتھ ساتھ اب ہمارے دو ہدف ہیں۔ پہلا یہ کہ حلقے کے وہ قدیم رفقاء جنہوں نے اب تک اس رسالے میں نہیں لکھا یا کم لکھا ہے، ان سے گزارش کی جائے کہ وہ بھی آئندہ شماروں میں باقاعدگی سے لکھنا شروع کریں۔ ان میں خاص طور پر کاشف علی، محمد ادریس اور ڈاکٹر صاحب کے تیار کردہ ماہرینِ معاشیات میں سے ڈاکٹر محمد طاہر شامل ہیں۔

دوسرا ہدف جس میں ابھی خاطر خواہ کامیابی نہیں ملی، یہ ہے کہ اصلاح پسند مسلمانوں خصوصاً وہ علماء اور طلبہ جو اسلامی انقلاب کے مخالف نہیں، ان کے مضامین بھی اس رسالے میں شامل کیے جائیں۔ پہلے کچھ بریلوی علماء کے مضامین شائع ہوئے، لیکن وہ دونوں حضرات پہلے ہی سے ہمارے حلقے سے وابستہ تھے۔ اب ہماری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ تمام معتبر اسلامی حلقوں کے علماء اور ان سے متعلقہ مدارس کے طلبہ کے مضامین بھی اس رسالے میں شائع کیے جائیں۔